رؤیت رسالت مآب بزبانِ رسالت مآب ﷺ
(ایک تحقیقی مطالعہ)

عرفان خالد ڈِھلّوں *
محمد طاہر مصطفیٰ **

اسلامی تاریخ میں پہلے معرکہ حق و باطل غزوہ بدر۲ھ میں کمسنی کی وجہ سے شرکت نہ کرسکنے والے صحابیؓ رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت براء بن عاذب انصاریؓ کا قول ہے: لَمۡ اَرَ شَیۡئًا قِطُّ أَحۡسَنَ مِنۡہُ(۱) میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین کسی کو نہیں دیکھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو سب سے زیادہ روایت کرنے والے صحابی حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا ہے: مَا رَأَیۡتُ شَیۡئًا أَحۡسَنَ مِنۡ رَّسُوۡلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ کَانَ الشَّمۡسُ تَجۡرِیۡ فِیۡ وَجۡہِہٖ(۲) میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین کسی کو نہیں دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ اقدس میں آفتاب رواں تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں ایک سو سے زائد مرتبہ بیٹھنے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں دوہزار سے زائد بار نمازیں ادا کرنے کا شرف حاصل کرنے والے حضرت جابر بن سمرہؓ بیان کرتے ہیں: رأیت النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی لیلۃ إضحیان وعلیہ حلۃ حمراء فکنت أنظر إلیہ وإلی القمر فھو کان فی عینی أحسن من القمر(۳) ایک چاندنی رات کو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سرخ پوشاک زیب تن فرمائی ہوئی تھی۔ میں کبھی آپ کے چہرہ اقدس کو دیکھتا اور کبھی چاند کو دیکھتا۔ میری نظر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاند سے زیادہ حسین تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کے معیارِ حسن سے ماوراء ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن اپنے عرش کے نور سے بنایا ہے۔ نورِ عرش اور حسنِ فرش میں کوئی موازنہ ہو ہی نہیں سکتا۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

* ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور، پاکستان۔
** اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اسلامی فکر وتہذیب، یونیورسٹی آف مینجمنٹ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور، پاکستان۔

هَبَطَ عَلَىَّ جِبْرِيْلُ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! إِنَّ اللّٰهَ يَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامَ ، وَهُوَ يَقُوْلُ لَكَ: حَبِيْبِى إِنِّى كَسَوْتُ حُسْنُ يُوْسُفَ مِنْ نُّوْرِ الْكُرْسِيِّ، وَكَسَوْتُ حُسْنُ وَجْهِكَ مِنْ نُوْرِ عَرْشِى(٤)

میرے پاس جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! اللہ تعالیٰ نے آپ پر سلام کہا ہے۔ وہ آپ سے فرما رہے ہیں: میرے محبوب! میں نے حسنِ یوسف علیہ السلام کو اپنی کرسی کے نور سے بنایا تھا، اور آپ کے چہرہ کے حسن کو اپنے عرش کے نور سے بنایا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ پرنور کو دیکھنا اور آپ کا دیدار کرنا ایک سعادت بے مثل ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے رخِ انور اور اس کی رؤیت کی فضیلت میں بہت کچھ بیان فرمایا ہے۔ زیر نظر مضمون دیدارِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں وارد احادیث کا ایک تحقیقی مطالعہ ہے۔ یہ مطالعہ صرف ان روایات و احادیث تک محدود رکھا گیا ہے جن میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی رؤیت و دیدار کے متعلق بیان فرمایا ہے۔ اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ اس مختصر مضمون میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے متعلق تمام احادیث و آثار کا احاطہ ممکن نہیں ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ موضوع زیر بحث کو بزبانِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پیش کر کے ایک ندرت اور جدت پیدا کرنے کا اعزاز حاصل ہو۔ اس مطالعہ سے مندرجہ ذیل نکات پر بحث اور اس کے نتائج سامنے آئیں گے:

۱۔ دیدارِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا فضیلت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار کرنا کیسا ہے۔

۲۔ دیدارِ نبوی کے آرزومند کون کون لوگ ہیں اور ان میں سے خوش نصیب کون ہیں اور بدنصیب کون۔

۳۔ آپ کا دیدار کرنے والے خوش نصیب لوگ دنیا میں کیا پاتے ہیں اور وہ آخرت میں کیا سمیٹیں گے۔

۴۔ رؤیت نبوی سے مستفید ہونے والے حضرات دوسروں کے لیے کتنی خیر و بھلائی کا باعث بنتے ہیں۔

۵۔ ایسے شخص کے بارے میں کیا وعید ہے جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک دیکھنا حرام کر دیا گیا۔

۶۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے محروم رہ جانے والے اہل ایمان کے لیے کیا خوشخبری ہے۔

۷۔ آپ صلی اللہ علیہ سلم نے کن کو اپنے بھائی قرار دیا ہے۔

۸۔ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنا کیسا ہے اور اس کے کیا احکام و اثرات ہیں۔

۹۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ کشف دیکھنے کی کیا حیثیت ہے۔

ہر مومن و کافر میرا چہرہ دیکھنے کا متمنی ہے

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا مِنْ مُؤْمِنٍ وَّلَا كَافِرٍ إِلَّا وَيَشْتَهِي أَنْ يَّنْظُرَ إِلَى وَجْهِي (۵)

مومن اور کافر میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہے مگر یہ کہ وہ میرا چہرہ دیکھنے کی تمنّا رکھتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد مبارک کی تائید میں یہاں دو شہادتیں درج کی جاتی ہیں:

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی روایت ہے: بنو دینار قبیلہ کی ایک صحابیہ خاتونؓ کے خاوند، باپ اور بھائی غزوہ احد میں شہید ہو گئے تھے۔ جب اِن خاتون کو اُن تینوں کی شہادت کی اطلاع دی گئی تو صحابیہ محترمہ نے پوچھا: مجھے بتاؤ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حال کیسا ہے؟ لوگوں نے بتایا: جیسی آپ کی تمنا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیریت سے ہیں۔ان خاتون نے کہا: أرونيه حتى أنظر إليه یعنی: مجھے دیکھاؤ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں تاکہ میں آپ کو ایک نظر دیکھ لوں۔ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کر کے بتایا۔ ان خاتون نے آپ کو دیکھا اور کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد باقی سب مصیبتیں چھوٹی ہیں(۶)۔

ان صحابیہ خاتونؓ نے اپنے شوہر، بیٹے اور بھائی کے شہید ہو جانے خبریں سننے کے باوجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خیریت دریافت کی۔ ان دیناری خاتونؓ کو لوگوں کے بیان ''جیسی آپ کی تمنا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیریت سے ہیں'' سے تسلی نہ ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خود دیکھنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ ان کے دل مضطرب کو قرار تب آیا جب انہوں نے اپنی آنکھوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لیا۔

دوسری گواہی ملاحظہ ہو: مکی دور میں قبیلہ خثعم کی شاخ اراش کا ایک شخص اپنے اونٹ مکہ لایا۔ ابوجہل نے اس سے اونٹ خریدے لیکن قیمت ادا کرنے میں ٹال مٹول کرتا رہا۔ اراشی شخص قریش کی مجلس میں آیا اور ابوجہل کے خلاف مدد چاہی۔ قریش کے لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب اشارہ کر کے کہا: أترى ذلك الرجل الجالس (۷) کیا تم اس بیٹھے ہوئے آدمی کو دیکھ رہے ہو، اس (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جاؤ وہ شخص ابوجہل کے خلاف تمہاری مدد کرے گا۔ کفار قریش نے خود اراشی شخص کی مدد کرنے یا کسی اور کی طرف دیکھنے کے بجائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی طرف دیکھا اور اراشی آدمی کو بھی کہا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھے اور آپ کے پاس جائے۔ اس واقعہ کا انجام یہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اراشی شخص کے ساتھ ابوجہل کے پاس تشریف لے کر گئے تو ابوجہل آپ کو دیکھ کر مرعوب ہو گیا اور اس شخص کو اونٹوں کی قیمت ادا کر دی تھی۔

مجھے دیکھنے اور مجھ پر ایمان لانے والے کے لیے طُوبیٰ ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے صاحبِ ایمان شخص کو طُوبیٰ کی نوید سنائی ہے جسے آپ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار نصیب ہوا۔ حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم سے ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ! طُوبیٰ ہے اس شخص کے لیے جس نے آپ کا دیدار کیا اور آپ پر ایمان لایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

طُوبَی لِمَنْ رَآنِی وَ آمَنَ بِی(۸)

طُوبیٰ ہے اس شخص کے لیے جس نے مجھے دیکھا اور وہ مجھ پر ایمان لایا۔

یہ حدیث حضرت انس بن مالکؓ سے مسند احمد بن حنبل اور صحیح ابن حبان میں اور حضرت ابی اُمامہؓ سے المعجم الکبیر میں بھی روایت کی گئی ہے(۹)۔ حضرت وائلؓ سے روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

طُوبَی لِمَنْ رَآنِی(۱۰)

طُوبیٰ ہے اس کے لیے جس نے مجھے دیکھا۔

حضرت عبداللہ بن بسرؓ سے روایت کے شروع میں بھی یہی الفاظ ہیں (۱۱)۔ البتہ اس روایت میں ایمان لانے کا ذکر نہیں ہے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف دیکھنے کا ذکر ہے۔

طُوبیٰ کیا ہے، اس کی تفسیر میں علماء کرام کے مختلف اقوال ملتے ہیں:

پہلا قول: لفظ طُوبیٰ کے بارے میں پہلا قول اہل لغت کا ہے۔ علماء کرام نے اہل لغت کے اقوال جمع کیے ہیں: طُوبیٰ طیّب (پاکیزہ) سے مصدر اور أطیب کی مونث ہے، جیسے أحسن کی مونث حُسنی ہے (۱۲)۔ امام رازیؒ (م۶۰۶ھ) نے لفظ طُوبیٰ کی تفسیر میں مختلف اقوال بیان کیے ہیں: حضرت عبداللہ بن عباسؓ: فرح و قرۃ عین یعنی خوشی، شادمانی اور آنکھوں کی ٹھنڈک۔ عِکرِمہؒ (م۱۰۱ھ): نِعم یعنی خوب اچھا۔ ضحاکؒ (م۶۷ھ): غِبطۃ یعنی اچھا اور قابل رشک حالت اور ماحول۔ قتادہؒ (م۱۱۷ھ): حُسنی یعنی اچھائی۔ ابوبکر اصمؒ: خیر و کرامۃ یعنی خیر و بھلائی اور کرامت و عزت۔ زجاجؒ (م۳۱۱ھ): العیش الطیب یعنی پاکیزہ زندگی۔ ان سب معانی کا حاصل یہ ہے کہ یہ لفظ طیبات کو پالینے میں مبالغہ ہے۔ اس میں تمام لذات و مرغوبات شامل ہیں(۱۳)۔ ابن جوزیؒ (م۵۹۷ھ) نے بھی اس حوالے سے اقوال جمع کیے ہیں (۱۴)۔

قرآن مجید میں بھی طُوبیٰ کا لفظ آیا ہے:

الَّذِیْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوْا الصَّالِحَاتِ طُوْبٰی لَهُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ [الرعد۱۳:۲۹]

جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کیے ان کے لیے طُوبیٰ ہے اور اچھا انجام ہے۔

اس آیت کا ترجمہ کرتے ہوئے اردو مترجمین نے لفظ طُوبیٰ کا یہ ترجمہ کیا ہے: خوشحالی ہے ان کے لیے، خوشحالی ہے واسطے ان کے، ان کو خوشی ہے، وہ خوش نصیب ہیں، خوشحالی ہے ان کے واسطے، ان کے لیے خوشحالی

ہے، خوشخبری ہو اُن کے لیے(۱۵)۔

دوسرا قول: طُوبیٰ عربی زبان کا لفظ نہیں ہے۔ یہ حبشی زبان میں جنت کو کہتے ہیں۔ ایک قول ہے کہ ہندی زبان میں جنت کا نام طُوبیٰ ہے۔(۱۶)۔ امام ابن جوزیؒ (م ۵۹۷ھ) نے لکھا ہے: حضرت ابن عباسؓ کے مطابق یہ حبشی زبان میں جنت کا نام ہے۔ عکرمہؒ (م ۱۰۱ھ) اور مجاہدؒ (م ۱۰۳ھ) کے مطابق طُوبیٰ جنت کا نام ہے(۱۷)۔

تیسرا قول: تیسرا قول یہ ہے کہ یہ ایک جنتی درخت کا نام ہے۔ حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی روایت میں ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی: طُوبیٰ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

شَجَرَةٌ فِی الْجَنَّةِ مَسِيرَةَ مِائَةَ عَامٍ، ثِيَابُ أَهْلِ الْجَنَّةِ تَخْرُجُ مِنْ أَكْمَامِهَا(۱۸)

یہ جنت میں ایک درخت ہے جو ایک سو برس کی مسافت تک پھیلا ہوا ہے۔ اس درخت کے خوشوں سے جنتیوں کے لباس برآمد ہوں گے۔

یہ روایت صحیح ابن حبان اور مسند ابی یعلی میں بھی موجود ہے(۱۹)۔ امام بغویؒ (م ۵۱۶ھ) نے حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی یہ حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ فِی الْجَنَّةِ شَجَرَة يُقَال لَهَا طُوبٰى يَقُوْلُ اللّٰهُ لَهَا تَفتَّقِی لِعَبْدِی عَمَّا يَشَآءُ فَتَفتَّق لَهُ عَنْ فَرَس مسَرجة بِلِجَامِهَا وهَيُئَتهَا كَمَا يَشَآءُ وَتَفتَّق لَهُ عن الرَّاحِلَة بِرَحْلِها وزِمَامِها وهَيُئَتها كَمَا يَشَآء وعن الثِّيَابِ(۲۰)۔

جنت میں ایک درخت ہے جسے طُوبیٰ کہا جاتا ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: میرا بندہ جو کچھ چاہتا ہے اس کے لیے اپنے اندر سے برآمد کرو۔ پس وہ درخت پھٹے گا اور اس میں سے بندے کی خواہش کے مطابق گھوڑا اپنے زین اور لگام اور اپنی تمام ہیت وسامان کے ساتھ برآمد ہو جائے گا، اور بندے کی خواہش کے مطابق اونٹنی اپنے کجاوے، نکیل اور دیگر سامان کے ساتھ برآمد ہو جائے گی، اور کپڑے بھی اس درخت سے برآمد ہوں گے۔

امام فخر الدین رازیؒ (م ۶۰۶ھ) نے ایک روایت درج کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

طُوبٰى شَجَرَةٌ فِی الْجَنَّةِ غَرَسَهَا اللّٰهُ بِيَدِهِ تنبت الحِلی والحُلَل وإِنَّ اغْصَانهَا لَتَرَى مِن ورَاءِ سُورِ الجَنَّة(۲۱)

طُوبیٰ جنت میں ایک درخت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے۔ اس سے زیور اور لباس اگتے ہیں اور تم اس کی شاخیں حصارِ جنت کے باہر سے دیکھو گے۔

معاویہ بن قرۃ نے اپنی والد سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

طُوبٰی شَجَرَۃٌ فِی الجَنَّةِ غَرَسَها اللّٰهُ بِيَدِه ونَفَخَ فِيهَا مِن رُوحِهِ تنبَت الحلِی والحُلَل وإنَّ أغُصَانَها لَتَرَی مِن وَرَاءِ سُورِ الجَنَّة(۲۲)

طوبیٰ جنت میں ایک درخت کا نام ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے بویا اور اس میں اپنی روح میں سے پھونکا ہے۔ اس درخت سے زیور اور لباس نکلیں گے اور اس درخت کی شاخیں حصارِ جنت کے باہر سے نظر آئیں گی۔

امام ابن کثیرؒ (م۷۷۴ھ) نے امام احمد بن حنبلؒ (م۲۴۴ھ) کی سند سے حضرت عتبہ بن عبد سُلَمیؓ کی ایک طویل روایت درج کی ہے۔ اس روایت میں درخت طُوبیٰ کا بھی ذکر ہے(۲۳)۔امام ابن کثیرؒ (م۷۷۴ھ) نے امام ابن عساکرؒ (م۵۷۱ھ) کے حوالے سے بھی حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ایک طویل روایت نقل کی ہے۔ اس روایت میں درخت طُوبیٰ کا تفصیلی ذکر بھی ہے۔(۲۴)۔ امام طبرانیؒ (م۳۶۰ھ) نے بھی اس سلسلہ میں حضرت ابو ہریرہؓ کی ایک روایت نقل کی ہے(۲۵)۔ امام قرطبیؒ (م۶۷۱ھ) نے اس قول کو صحیح قرار دیا ہے کہ طُوبیٰ سے مراد جنت کا درخت ہے کیونکہ اس بارے میں مرفوع حدیث آئی ہے۔ وہ لکھتے ہیں: قلتُ والصحيح أنها شجرة للحديث المرفوع(۲۶)۔

امام سمرقندیؒ (م۵۳۹ھ) نے مغیثؒ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ طُوبیٰ جنت میں ایک درخت کا نام ہے جس کا تنا سونے کا ہے اور جس کا ایک پتہ اتنا بڑا ہے کہ وہ پوری دنیا کو ڈھانپ دے۔ جنت میں کوئی منزل ایسی نہیں ہے جس میں اس درخت کی شاخوں میں سے کوئی شاخ نہ جاتی ہو(۲۷)۔

حضرت ابو امامہ الباہلیؓ کا قول ہے کہ طُوبیٰ جنت میں ایک درخت ہے۔ جنت کا کوئی گھر ایسا نہیں ہوگا جس میں اس درخت کی شاخ نہ ہو، کوئی پرندہ ایسا نہیں ہوگا جو اس میں نہ ہو اور کوئی پھل ایسا نہیں ہوگا جو اس درخت میں سے نہ ہو(۲۸)۔

ابوبکر اصمؒ سے یہ قول حکایت کیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں اس درخت کی جڑ ہے اور اس کی شاخ ہر مومن کے گھر میں ہے(۲۹)۔امام طبریؒ (م۳۶۰ھ) نے وہبؒ (م۱۱۴ھ) کا ایک طویل قول نقل کیا ہے جس میں جنتی درخت طوبیٰ کے بارے میں دلچسپ معلومات ہیں۔(۳۰)۔

مندرجہ بالا آحادیث وآثار کی روشنی میں اس امر کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ دیدارِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شرف حاصل کرنے والے اہل ایمان کو جس طُوبیٰ نوید سنائی گئی ہے اس کی کتنی قدر ومنزلت ہے۔اسے اس

عالم کے محدود پیمانوں سے ماپا نہیں جا سکتا اور اس دنیا کے محدود احساسات کے ساتھ محسوس نہیں کیا جا سکتا۔

مجھے دیکھنے والے کو آگ نہیں چھوئے گی

رؤیتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک فضیلت یہ بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے اپنی آنکھوں کی تسکین کرنے والے مسلمانوں کو جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی۔ امام ترمذیؒ (م ۲۷۹ھ) کی الجامع الصحیح میں حضرت جابرؓ سے مروی ایک روایت کے شروع میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَمَسُّ النَّارُ مُسْلِمًا رَآنِی (۳۱)

مجھے جس مسلمان نے دیکھا اسے جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی۔

مجھے دیکھنے والے جب تک تم میں موجود ہیں تم خیریت سے ہو

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار اور آپ کی صحبت پانے والے اہل ایمان خود اپنے ہی لیے خوش نصیب نہیں ہیں بلکہ وہ دوسروں کے لیے بھی اس دنیا میں خوشی کا باعث ہیں۔ ان کا وجود دوسروں کے لیے خیر وسلامتی کی دلیل و علامت ہے۔ یہاں تک کہ انہیں دیکھنے اور ان کی صحبت میں رہنے والے بھی دوسروں کی خیر وسلامتی کی علامت ہیں۔ حضرت واثلہ بن الاسقعؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَزَالُوْنَ بِخَیْرٍ مَادَامَ فِیْکُمْ مَن رَآنِی وَصَاحِبَنِی، واللّٰہِ لَا تَزَالُوْنَ بِخَیْرٍ مَادَامَ فِیْکُمْ مَنْ رَأی مَنْ رَآنِی وَصَاحِبَ مَنْ صَاحِبَنِی (۳۲)

تم خیریت سے رہو گے جب تک تمہارے درمیان وہ لوگ موجود ہیں جنہوں نے مجھے دیکھا اور میری صحبت پائی۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! تم خیریت سے رہو گے جب تک تمہارے درمیان وہ لوگ موجود ہیں جنہوں نے مجھے دیکھنے والوں کو دیکھا اور میری صحبت پانے والوں کی صحبت میں رہے۔

حضرت جابرؓ سے مروی روایت کے شروع میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَمَسُّ النَّارُ مُسْلِمًا رَآنِی أَوْ رَأی مَنْ رَآنِی (۳۳)

اس مسلمان کو جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی جس نے مجھے دیکھا، یا مجھے دیکھنے والے کو دیکھا۔

رؤیت وصحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حامل حضرات صحابہ کرامؓ تھے۔ ان کے بارے میں ایک اور مقام پر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا بچاؤ ہیں۔ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلنُّجُوْمُ أَمَنَةٌ لِلسَّمَاءِ فَإِذَا ذَھَبَتِ النُّجُوْمُ أَتَی السَّمَاءَ مَا تُوْعَدُ وَأَنَا أَمَنَةٌ لِأَصْحَابِیْ فَإِذَا

ذَهَبَتْ أَتَى أَصْحَابِيْ مَا يُوْعَدُوْنَ وَأَصْحَابِيْ أَمَنَةٌ لِأُمَّتِيْ فَإِذَا ذَهَبَ أَصْحَابِيْ أَتَى أُمَّتِيْ مَا يُوْعَدُوْنَ(٣٤)

ستارے آسمان کا بچاؤ ہیں۔ جب ستارے مٹ جائیں گے تو آسمان پر جس بات کا وعدہ ہے، وہ آجائے گی، یعنی قیامت۔ میں اپنے صحابہؓ کا بچاؤ ہوں۔ جب میں چلا جاؤں گا تو میرے صحابہؓ پر بھی وہ وقت آجائے گا جس کا وعدہ ہے، یعنی فتنہ وفساد۔ میرے صحابہؓ میری امت کا بچاؤ ہیں۔ جب میرے صحابہؓ چلے جائیں گے تو میری امت پر وہ وقت آجائے گا جس کا وعدہ ہے۔

میرا چہرہ دیکھنا جس پر حرام کر دیا گیا اس کے لیے ہلاکت ہے

بلاشبہ بدنصیب و بدبخت ہے وہ شخص جسے حیاتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ ملا مگر اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی توفیق نہ ہوئی اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخِ اقدس وانور کے دیدار سے بھی محروم کر دیا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے شخص کو ہلاکت کی وعید سنائی ہے۔

ابن عساکرؒ (م۵۷۱ھ) نے ایک واقعہ درج کیا ہے جسے حضرت عائشہ صدیقہؓ نے خود روایت کیا ہے، آپ فرماتی ہیں: میں نے حضرت حفصہ بنت رواحہؓ سے ایک سوئی ادھار لی۔ اس سے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کپڑا سی رہی تھی۔ مجھ سے سوئی نیچے گر گئی۔ میں نے اسے ڈھونڈھا مگر وہ مجھے نہ ملی۔ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ اقدس کے نور کی شعاع سے میں نے سوئی پا لی۔ میں ہنس پڑی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: يَا حُمَيْرَا لِمَ ضَحِكْتِ؟ اے حمیرا! آپ ہنسی کیوں تھیں؟ میں نے عرض کی کہ ایسا ایسا ہوا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے باآواز بلند فرمایا:

يَا عَائِشَةُ الْوَيْلُ ثُمَّ الْوَيْلُ، ثَلَاثًا، لِمَنْ حُرِمَ النَّظَرُ إِلَى هَذَا الْوَجْهِ، مَا مِنْ مُؤْمِنٍ وَّلَا كَافِرٍ إِلَّا وَيَشْتَهِي أَنْ يَّنْظُرَ إِلَى وَجْهِي (٣٥)

اے عائشہؓ! ہلاکت ہے، پھر ہلاکت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تین مرتبہ فرمایا، اس شخص کے لیے جس پر میرا یہ چہرہ دیکھنا حرام کر دیا گیا۔ ہر مومن اور کافر میرا چہرہ دیکھنے کی شدید خواہش وتمنّا رکھتا ہے۔

مجھے نہ دیکھ سکنے والے مومن کے لیے سات مرتبہ طُوبیٰ ہے

جو شخص زمانی یا زمینی دُوری کی بنا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھ سکا مگر وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لایا، ایسے شخص کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات مرتبہ طُوبیٰ کی بشارت سنائی

ہے۔طُوبیٰ کی سات گنا زیادہ خوشخبری کا مستحق ہے وہ شخص جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہی نہیں مگر پھر بھی وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا ہے۔

حضرت ابواُمامہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

طُوبَى لِمَنْ رَآنِي، وَآمَنَ بِي، وَطُوبَى لِمَنْ لَمْ يَرَنِي، وَآمَنَ بِي سَبْعَ مَرَّاتٍ(۳۶)

طُوبیٰ ہے اس شخص کے لیے جس نے مجھے دیکھا اور مجھ پر ایمان لایا، اور جس نے مجھے نہیں دیکھا اور وہ مجھ پر ایمان لایا اس کے لیے سات مرتبہ طُوبیٰ ہے۔

مسند احمد بن حنبل میں حضرت انس بن مالکؓ کی روایت ہے اس کا مضمون بھی یہی ہے(۳۷)۔

حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ایک روایت میں تین مرتبہ طُوبیٰ کا ذکر ہے:

طُوبَى لِمَنْ رَآنِي وَآمَنَ بِي، ثُمَّ طُوبَى ثُمَّ طُوبَى ثُمَّ طُوبَى لِمَنْ آمَنَ بِي وَلَمْ يَرَنِي(۳۸)

طُوبیٰ ہے اس شخص کے لیے جس نے مجھے دیکھا اور مجھ پر ایمان لایا، پھر طُوبیٰ ہے پھر طُوبیٰ ہے پھر طُوبیٰ ہے اس شخص کے لیے جو مجھ پر ایمان لایا مگر وہ مجھے نہ دیکھا سکا۔

اسے امام ابویعلیٰؒ (م ۳۰۷ھ) اور امام ابن حبانؒ (م ۳۵۷ھ) نے بھی نقل کیا ہے(۳۹)۔

ایک اور روایت میں دو مرتبہ طُوبیٰ کا ذکر ہے، البتہ اس کے ساتھ ساتھ دو مرتبہ یہ فرمایا گیا کہ وہ ہم میں سے ہیں۔ حضرت ابوعَمرۃ انصاریؓ روایت کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا: یارسول اللہ! جو شخص آپ پر ایمان لایا لیکن وہ آپ کے دیدار سے محروم رہا اور اس نے آپ کی تصدیق کی مگر وہ آپ کو دیکھ نہ سکا تو ایسے افراد کے لیے کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

طُوبَى لَهُمْ مَرَّتَيْنِ، أُولَئِكَ مِنَّا، أُولَئِكَ مِنَّا(۴۰)

ایسے لوگوں کے لیے دو مرتبہ طُوبیٰ ہے، وہ ہم میں سے ہیں، وہ ہم میں سے ہیں۔

مجھے دیکھنا اہل و مال سے زیادہ عزیز ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھے بغیر آپ پر ایمان لانے والوں کی فضیلت اس لیے بیان کی گئی ہے کہ وہ لوگ زمانی یا زمینی اعتبار سے حیاتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دُور ہوں گے۔ انہیں شدید حسرت ہوگی کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار کرتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنا ان لوگوں کے نزدیک اپنے اہل وعیال اور اپنے مال سے بھی زیادہ عزیز اور محبوب ہوگا۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وَالَّذِی نَفْسُ مُحَمَّدٍ فِی یَدِهِ، لَیَأْتِیَنَّ عَلَی أَحَدِکُمْ یَوْمٌ وَلَا یَرَانِی، ثُمَّ لَأَنْ یَرَانِی أَحَبُّ إِلَیْهِ مِنْ أَهْلِهِ وَمَالِهِ مَعَهُمْ(٤١)

قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جان ہے! تم میں سے کسی پر ایسا زمانہ آئے گا کہ وہ مجھے دیکھ نہ سکے گا، پھر مجھے دیکھنا اسے اس کے اہل و مال سے بھی زیادہ عزیز ہوگا۔

اسی مضمون میں ایک حدیث مسند امام احمد بن حنبلؒ (م۲۴۴ھ) میں ہے جسے حضرت ابوہریرہؓ ہی نے روایت کیا ہے(۴۲)۔

مجھے نہ دیکھ سکنے والے اہل ایمان میرے بھائی

حضرات صحابہ کرامؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کیا اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے فیضیاب ہوئے تھے۔ بلاشبہ صحابیت ایک منفرد اعزاز ہے جو صحابہ کرامؓ کو بطور ایک طبقہ کے حاصل ہے۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک زمانہ پایا تھا۔ ان کے بعد کسی کو بھی یہ اعزاز تا قیامت حاصل نہیں ہوسکتا۔ لیکن وہ اہل ایمان جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ نہیں پایا اور اس وجہ سے وہ آپ کے دیدار سے محروم رہ گئے، ایسے محرومین دیدار کو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعزاز سے نوازا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے بھائی قرار دیا ہے۔

حضرت انسؓ بن مالکؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وَدِدْتُ اَنِّی لَقِیْتُ إِخْوَانِی میں نے چاہا کہ میں اپنے بھائیوں سے ملوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ نے پوچھا: کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَنْتُمْ أَصْحَابِی، وَلَکِنْ إِخْوَانِی الَّذِینَ آمَنُوا بِی وَلَمْ یَرَوْنِی (٤٣)

تم میرے صحابہ ہو، لیکن میرے بھائی وہ ہیں جو مجھ پر ایمان لائے لیکن وہ مجھے دیکھ نہ سکے۔

مجھے جس نے خواب میں دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھا

خواب زندگی کا حصہ ہے۔ مومن کے خواب کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نبوت کے چالیس اجزا میں سے ایک جزو قرار دیا ہے۔ حضرت انسؓ سے مروی ایک روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ مبارکہ بھی ہیں:

وَ رُؤْیَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَ اَرْبَعِیْنَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ(٤٤)

اور مومن کا خواب نبوت کے چالیس اجزا میں سے ایک جزو ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ کی ایک روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مومن کے سچے اور نیک خواب کو نبوت کے ستر اجزا میں سے ایک جزو بیان فرمایا ہے(۴۵)۔

خواب برے بھی ہوتے ہیں اور اچھے بھی۔ اچھے خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے قرار دیئے گئے ہیں۔صحیح بخاری میں حضرت ابوقتادہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الرُّؤيَا الصَّالِحَةُ مِنَ اللّهِ، وَالْحُلُمُ مِنَ الشَّيُطَانِ(٤٦)

اچھا خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے اور برا خواب شیطان کی طرف سے ہے۔

ہر مسلمان یہ خواہش رکھتا ہے کہ اسے اپنے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار حاصل ہو۔ بہت سے خوش نصیب لوگ ایسے ہیں جنہیں اپنے خوابوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار ہوا ہے۔ ماضی کی تاریخ کے علاوہ حال کے زمانہ میں بھی ایسے خوش نصیب افراد کی متعدد مثالیں مل جائیں گی۔ اس حوالے سے شائد امام مالکؒ (م۱۷۹ھ) اعزاز رکھتے ہیں۔علامہ زُرقانیؒ (م۱۱۲۲ھ) نے الموطا کی شرح میں امام مالکؒ (م۱۷۹ھ) کا یہ قول نقل کیا ہے: مَا بِتُّ لَيُلة إِلَّا رَأيتُ فِيهَا رَسُولَ اللّهِ صَلَّى اللّه عَلَيُهِ وَسَلَّمَ (۴۷) میں نے کوئی ایسی رات نہیں گزاری مگر یہ کہ میں نے اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنے کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت سی احادیث موجود ہیں۔ ان احادیث سے خواب میں رؤیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہمیت وحیثیت کی وضاحت ہو جاتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آپ کو جس نے اپنے خواب میں دیکھا اس نے آپ ہی کو دیکھا۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی ایک روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنُ رَآنِیُ فِی الُمَنَامِ فَاَنَا الَّذِی رَآنِی (۴۸) جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھا۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ایک حدیث میں یہ الفاظ آئے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنُ رَآنِی فَإِنِّی أنَا هُو (۴۹) جس نے مجھے خواب میں دیکھا تو وہ میں ہی ہوں۔ حضرت ابوقتادہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنُ رَآنِیُ فِی الُمَنَامِ فَقَدُ رَأی الُحَقَّ (۵۰) جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے صحیح دیکھا۔ حضرت ابوقتادہؓ سے ایک اور روایت میں الفاظ فِی الُمَنَامِ نہیں ہیں۔ وہ روایت یوں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنُ رَآنِیُ فَقَدُ رَأی الُحَقَّ (۵۱) جس نے مجھے (خواب میں) دیکھا اس نے ٹھیک دیکھا۔ امام بخاریؒ (م۲۵۶ھ) نے حضرت انس بن مالکؓ سے مروی روایت درج کی ہے جس کے آغاز میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنُ رَآنِیُ فِی الُمَنَامِ فَقَدُ رَآنِی (۵۲) جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھے دیکھا۔ امام زہریؒ

(م۱۲۳ھ) سے مروی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنۡ رَآنِیۡ فِی الۡمَنَامِ فَهُوَ الۡحَقُّ (۵۳) جس نے مجھے خواب میں دیکھا تو وہ حق اور درست ہے۔

میری صورت میں شیطان نہیں آ سکتا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت بنا کر شیطان کسی شخص کے خواب میں نہیں آ سکتا۔ حضرت انس بن مالکؓ سے روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنۡ رَآنِیۡ فِی الۡمَنَامِ فَقَدۡ رَآنِی، فَإِنَّ الشَّیۡطَانَ لَا یَتَخَیَّلُ بِی(۵٤)

جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھے دیکھا، کیونکہ شیطان میری صورت میں نہیں آ سکتا۔

صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ایک حدیث میں یہ الفاظ ہیں: فَإِنَّ الشَّیۡطَانَ لَا یَتَمَثَّلُ صُوۡرَتِی (۵۵)۔ صحیح بخاری میں ایک اور حدیث جسے حضرت ابوہریرہؓ ہی نے روایت کیا ہے اس میں یہ الفاظ موجود ہیں: وَلَا یَتَمَثَّلُ الشَّیۡطَانُ بِی (۵٦)۔ امام ترمذیؒ (م ۲۷۹ھ) کے مطابق حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ایک حدیث میں یہ الفاظ بھی ہیں: فَإِنَّهُ لَیۡسَ لِلشَّیۡطَانَ أَنۡ یَتَمَثَّلَ بِیۡ (۵۷)۔ سنن ابی داوٗد میں موجود حضرت ابوہریرہؓ کی ایک روایت میں ہے: وَلَا یَتَمَثَّلُ الشَّیۡطَانُ بِی (۵۸)۔ حضرت ابوہریرہؓ ہی سے مروی ایک روایت جسے امام حاکمؒ (م۴۰۵ھ) نے نقل کیا ہے، اس میں الفاظ آئے ہیں: إِنَّ الشَّیۡطَانَ لَا یَتَمَثَّلُ بِی (۵۹)۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت میں ہے: فَإِنَّ الشَّیۡطَانَ لَا یَتَمَثَّلُ بِی (٦۰)۔ یہی الفاظ دیگر روایات میں بھی نقل ہوئے ہیں جو حضرت ابوہریرہؓ (٦۱)، حضرت عبداللہ بن عباسؓ (٦۲) اور حضرت ابوسعید خدریؓ (٦۳) سے مروی ہیں۔ حضرت ابوجحیفہؓ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: إِنَّ الشَّیۡطَانَ لَا یَسۡتَطِیۡعُ اَنۡ یَّتَمَثَّلَ بِی(٦۴)۔ مسند احمد بن حنبل اور سنن الدارمی میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی ایک روایت میں یہ الفاظ موجود ہیں: فَإِنَّ الشَّیۡطَانَ لَا یَتَمَثَّلُ بِمِثۡلِی (٦۵)۔ یہ الفاظ حضرت ابوہریرہؓ کی ایک روایت میں بھی ہیں جسے امام احمد بن حنبل نے درج کیا ہے(٦٦)۔ اسی کتاب میں انہی راوی کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: فَإِنَّ الشَّیۡطَانَ لَا یَتَمَثَّلُ بِی (٦۷) سنن ابن ماجہ میں حضرت جابرؓ کی روایت میں ہے: إِنَّهُ لَا یَنۡبَغِی لِلشَّیۡطَانِ أَنۡ یَّتَمَثَّلَ فِی صُورَتِی (٦۸)۔ حضرت جابرؓ ہی کی ایک روایت مسند احمد اور مسند ابی یعلی میں ہے: فَإِنَّهُ لَا یَنۡبَغِی لِلشَّیۡطَانِ أَنۡ یَتَمَثَّلَ صُورَتِی (٦۹)۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی ایک روایت سنن ابن ماجہ میں یوں ہے: فَإِنَّ الشَّیۡطَانَ لَا یَتَمَثَّلُ عَلَی صُوۡرَتِی (۷۰)۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی ایک روایت میں الفاظِ نبوی ہیں: فَإِنَّ الشَّیۡطَانَ لَا یَتَکَوَّنُ فِیۡ صُوۡرَتِی۔ یہ روایت البحر الزخار میں موجود ہے(۷۱)۔ انہی الفاظ میں ایک روایت حضرت طارق بن اَشیمؓ سے بھی مروی ہے(۷۲)۔ صحیح بخاری

میں حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ ہیں: فَإِنَّ الشَّيُطَانَ لَا يَتَكَوَّنُنِي (۷۳)۔حضرت ابوسعید خدریؓ کی روایت کے یہ الفاظ مسند احمد میں ہیں: فَإِنَّ الشَّيُطَانَ لَا يَتَكَوَّنُ بِي (۷۴)۔مسند احمد بن حنبل میں حضرت ابوہریرہؓ سے مروی روایت میں ہے:إِنَّ الشَّيُطَانَ لَا يَسُتَطِيعُ اَنُ يَّتَشَبَّهَ بِي (۷۵)۔حضرت ابوہریرہؓ کی ایک اور روایت میں ہے :إِنَّ الشَّيُطَانَ لَا يَتَشَبَّهُ بِي (۷۶)۔الطبقات الکبری میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت یوں ہے:إِنَّ الشَّيُطَانَ لَا يَسُتَطِيعُ أَنُ يَتَشَبَّهَ بِي (۷۷)۔حضرت ابوہریرہؓ کی ایک روایت میں ہے : إِنَّ الشَّيُطَانَ لَا يَتَصَوَّرُ بِي (۷۸)۔صحیح بخاری میں حضرت ابوقتادہؓ کی روایت کردہ حدیث میں یہ الفاظ ہیں:وَإِنَّ الشَّيُطَانَ لَا يَتَرَاءَ ى بِي اور بیشک میرا ہم شکل شیطان نہیں بن سکتا(۷۹)۔

مندرجہ بالا تمام روایات سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ جس خوش نصیب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے خواب میں دیکھا تو اس نے برحق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو خواب میں دیکھا۔ یہ ہرگز ممکن نہیں ہے کہ شیطان اس امر پر قادر ہو جائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل و روپ میں وہ کسی مومن کے خواب میں آ سکے۔ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے مختلف الفاظ مبارکہ جیسے: لَا،لَا يَسُتَطِيعُ ، لَيُسَ لِلشَّيُطَانَ ، لَا يَنُبَغِي لِلشَّيُطَانِ، لَا يَتَخَيَّلُ بِي، لَا يَتَمَثَّلُ صُوُرَتِي، لَا يَتَمَثَّلُ بِي، لَا يَتَمَثَّلُ بِمِثُلِي، لَا يَتَكَوَّنُ فِيُ صُوُرَتِي، لَا يَتَشَبَّهُ بِي، لَا يَتَصَوَّرُ بِي، لَا يَتَرَاءَ ى بِي رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت بنا کر کسی شخص کے خواب میں شیطان کے آنے کے ہر قسم کے امکان کی قطعی نفی کرتے ہیں۔

یہ امر بھی ایک مومن و مسلم سے بعید ہے کہ وہ خدانخواستہ جھوٹ بول کر یہ کہے کہ اس نے اپنے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان مبارک مسلمان کے پیش نظر ہمیشہ رہتا ہے کہ جان بوجھ کر جھوٹ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب کرنے والا اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔

صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہؓ سے مروی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وَمَنُ رَآنِي فِي الُمَنَامِ فَقَدُ رَآنِي، فَإِنَّ الشَّيُطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ صُوُرَتِي، وَمَنُ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلُيَتَبَوَّأُ مَقُعَدَهُ مِنَ النَّارِ(۸۰)

جس نے مجھے خواب میں دیکھا تو اس نے مجھے دیکھا، اس لیے کہ شیطان میری صورت میں نہیں آ سکتا،اور جس نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ منسوب کیا تو وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔

فرمانِ نبوی کے مطابق شیطان کے لیے یہ بھی ممکن نہیں ہے کہ وہ کعبہ شریف یا حضرت ابوبکر صدیقؓ کی صورت بنا کر کسی شخص کے خواب میں آ جائے۔امام طبرانیؒ (م۳۶۰ھ) نے حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ایک

روایت درج کی ہے۔اس روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنُ رَآنِی فِی مَنَامِهِ فَقَدُ رَآنِی، فَإِنَّ الشَّيُطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ بِی وَلَا بِالُكَعُبَةِ(۸۱)۔جس نے مجھے اپنے خواب میں دیکھا تو اس نے مجھے دیکھا، اس لیے کہ شیطان میری صورت میں نہیں آ سکتا اور نہ ہی وہ کعبہ شریف کی صورت میں آ سکتا ہے۔

خطیب بغدادیؒ (م۴۶۳ھ) نے ''تاریخ بغداد'' میں حضرت حذیفہ بن یمانؓ کی روایت درج کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وَمَنُ رَآنِی فِی الُمَنَامِ فَقَدُ رَآنِی، فَإِنَّ الشَّيُطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ صُورَتِی، وَمَنُ رَآى اَبَا بَكُر الصِدِّيُقِ فِی الُمَنَامِ فَقَدُ رَآهُ، فَإِنَّ الشَّيُطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ بِهِ(۸۲)،جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھے دیکھا۔ اس لیے کہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کر سکتا، اور جس شخص نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کوخواب میں دیکھا تو اس نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو دیکھا اس لیے کہ شیطان آپ کی صورت اختیار نہیں کرسکتا۔

شیطان کے بارے میں علماء نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نافرمان جنّوں کو شیاطین کہا جاتا ہے۔جلال الدین سیوطیؒ (م۹۱۱ھ) نے اپنی کتاب ''لقط المرجان فی احکام القرآن'' میں قاضی القضاۃ ابن عقیل حنبلی (م۵۱۳ھ) کا یہ قول نقل کیا ہے: والشياطين: العصاة من الجن، وهم من ولد إبليس(۸۳) یعنی اللہ تعالیٰ کے نافرمان جنات شیاطین ہیں اور شیاطین ابلیس کی اولاد میں سے ہیں۔

مجھے خواب میں دیکھنے والا جلد مجھے بیداری میں دیکھے گا

اب تک مطالعہ کی جانے والی احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک صاحب ایمان کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوخواب میں دیکھنا ممکن ہے۔جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کوخواب میں دیکھا تو اس نے برحق آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو دیکھا۔شیطان کے لیے یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں کسی کے خواب میں آ سکے۔اس حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اہل ایمان کو مزید خوشخبری یہ دی گئی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کوخواب میں دیکھنے والا شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جلد حالت بیداری میں بھی دیکھ لے گا۔

حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنُ رَآنِیُ فِی الُمَنَامِ فَسَيَرَانِی فِی الُيَقَظَةِ(۸٤)

جس نے مجھے خواب میں دیکھا تو وہ عنقریب مجھے حالت بیداری میں دیکھے گا۔

مندرجہ بالا حدیث کے الفاظ ﴿فَسَيَرَانِی فِی الُيَقَظَةِ﴾ اس بات پر واضح دلالت کر رہے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوخواب میں دیکھنے کا جسے شرف حاصل ہوا وہ جلد ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حالت بیداری میں دیکھنے کی سعادت بھی حاصل کر لے گا۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِي فِي الْيَقَظَةِ (۸۵)

جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھے بیداری میں دیکھا ہے۔

ایسی روایت کے ایک اور راوی حضرت طارق بن اَشْیَمؓ ہیں (۸۶)۔ اس حدیث کے الفاظ اپنی دلالت میں واضح ہیں۔ علماء نے لکھا ہے کہ جن روایات میں یہ آیا ہے کہ جس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے خواب میں دیکھا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حالت بیداری میں بھی جلد دیکھ لے گا، ان رویات کی صحت پر کوئی کلام نہیں ہے۔ یہ روایات صحیحین اور دیگر کتب احادیث میں موجود ہیں۔ البتہ ان روایات کے معنی و مراد میں اختلاف ہے۔ امام ابن حجر عسقلانیؒ (م۸۵۲ھ)، امام عینیؒ (م۸۵۵ھ)، امام قسطلانیؒ (م۹۲۳ھ)، امام جلال الدین سیوطیؒ (م۹۱۱ھ) اور علامہ شمس الحق عظیم آبادیؒ وغیرہ (۸۷) کے مطابق فَسَيَرَانِي فِي الْيَقَظَةِ (پس وہ جلد مجھے حالت بیداری میں بھی دیکھے گا) کے ضمن میں تین آراء پائی جاتی ہیں:

پہلی رائے: جن روایات کے مخاطبین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ کے لوگ ہیں، ان پر ایسی روایات کا اطلاق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس دنیا سے پردہ فرما جانے کے بعد نہیں ہوگا۔ آپ کی حیات مبارکہ میں اگر کسی مومن نے آپ کو بالمشافہ نہیں دیکھا تھا اس نے آپ کو خواب میں دیکھا، تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کرنے اور آپ سے ملاقات کرنے کے اسباب پیدا فرما دیں گے۔ یوں وہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنے کے بعد آپ کو عالمِ بیداری میں بھی دیکھ لے گا۔

دوسری رائے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جس نے خواب میں دیکھا تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو روزِ آخرت میں دیکھے گا۔ یوں اس کے خواب کی تصدیق آخرت کے دن ہو جائے گی جہاں اسے آپ کا قرب اور شفاعت نصیب ہوگی۔ اس رائے پر یہ اعتراض ہے کہ روزِ قیامت امت کے تمام افراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے فیضیاب ہوں گے، خواہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہو یا نہ دیکھا ہو۔ اس اعتراض کا جواب دیا گیا ہے کہ یہ بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ بعض گناہگاروں کو آخرت کے دن کچھ مدت کے لیے دیدارِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محروم رکھیں۔

تیسری رائے: اس سے مراد یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنے والا شخص اپنی زندگی ہی میں حالت بیداری میں اپنی آنکھوں سے آپ کا دیدار کرے گا۔ اس رائے کے حاملین نے حدیث متذکرہ بالا کے الفاظ کے ظاہری اور عمومی معانی مراد لیے ہیں۔ ان کے نزدیک اس حدیث کی تخصیص صحابہ کرامؓ یا روزِ قیامت سے

کرنے پر کوئی دلیل نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس قول کی تخصیص نہیں فرمائی۔لہٰذا اِس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مخاطبین صحابہ کرامؓ اور آپ کی رحلت کے بعد والے لوگ نہیں ہیں۔

اس رائے کے حامی کہتے ہیں: یہ اعتراض بھی صحیح نہیں ہے کہ رحلت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کا اس عالمِ مشاہدات میں زندہ نظر آنا ممکن نہیں ہے۔جلال الدین سیوطیؒ (م۹۱۱ھ) نے شارح صحیح بخاری اور محدث ابومحمد بن ابی جمرہؒ (م۶۹۹ھ) کے حوالے سے لکھا ہے کہ اس اعتراض سے دو نقائص پیدا ہوتے ہیں:

۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صادق تھے اور اپنی خواہش سے نہیں بولتے تھے، ان کے قول کی عدم تصدیق ہوتی ہے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کے قادر مطلق ہونے سے لاعلمی کا اظہار ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا عاجز ہونا لازم آتا ہے(۸۸)۔

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ایک روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ رَآنِیْ فِی الْمَنَامِ فَسَیَرَانِی فِی الْیَقَظَةِ أَوْ لَکَأَنَّمَا رَآنِی فِی الْیُقَظَةِ (۸۹)

جس نے مجھے خواب میں دیکھا وہ مجھے عنقریب حالت بیداری میں بھی دیکھے گا، یا یہ فرمایا: گویا کہ اس نے مجھے بیداری کی حالت میں دیکھا۔

یہ روایت مسند احمد بن حنبل اور دلائل النبوۃ میں بھی موجود ہے(۹۰)۔

اس حدیث کے راوی کو شک ہوا ہے اور اس نے ﴿ فَسَیَرَانِی فِی الْیُقَظَةِ﴾ کے بعد حدیث میں ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے: ﴿أَوْ لَکَأَنَّمَا رَآنِی فِی الْیُقَظَةِ ﴾(یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا: گویا کہ اس نے مجھے بیداری کی حالت میں دیکھا)۔ یہاں تشبیہ کا ذکر کیا جا رہا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ ہیں: ﴿ لَکَأَنَّمَا﴾ یعنی جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اس نے حالت بیداری میں نہیں دیکھا بلکہ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گویا کہ حالت بیداری میں دیکھا اور حالت بیداری کے مانند دیکھا۔ اس لیے کہ جس نے آپ کو خواب میں دیکھا تو وہ مثالی طور پر دیکھا۔ جس نے آپ کو اس عالمِ احساسات میں دیکھا تو اس نے حسی طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار کیا۔لہٰذا یہ خیالی تشبیہ ہے۔ اس کا معنی یہ ہوا کہ اگر اس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حالت بیداری میں دیکھا تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بالکل ویسا ہی پائے گا جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تھا۔لہٰذا یہ صورت حق ہے لیکن تمثیلی ہے(۹۱)۔

جس طرح اوپر درج حدیث میں الفاظ ﴿ لَکَأَنَّمَا﴾ روایت کیے گئے ہیں، اسی طرح بعض دوسری روایات میں ﴿فَکَأَنَّمَا﴾ کے الفاظ بھی مروی ہیں۔مثلاً حضرت ابوجحیفہؓ سے مروی ایک روایت میں رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَكَأَنَّمَا رَآنِي فِي الْيَقَظَةِ (۹۲) جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے گویا مجھے بیداری کی حالت میں دیکھا ہے۔ حضرت ابوجحیفہؓ ہی کی ایک روایت میں ہے: مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَكَأَنَّمَا رَآنِي مُسْتَيْقِظًا (۹۳) جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے گویا مجھے بیداری میں دیکھا۔

بعد از رحلت رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے دیدار حاصل ہونے کے قول پر ابن حجر عسقلانیؒ (م ۸۵۲ھ) نے دو اعتراضات کیے ہیں:

۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کئی لوگوں نے خواب میں دیکھا مگر ان لوگوں نے بیداری میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے کا ذکر نہیں کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صادق تھے۔ آپ کی باتوں میں اختلاف نہیں ہوسکتا۔

۲۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حالت بیداری میں دیکھنے والی حدیث کو اس کے ظاہر پر محمول کیا جائے تو اس سے وہ سارے لوگ جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنے کے بعد بیداری میں دیکھا، وہ سب صحابی ہو جائیں گے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی صحابیت کا امکان قیامت تک رہے گا (۹۴)۔

مگر اس بات کا دوسرا پہلو بھی ہے۔ جن لوگوں نے حالت بیداری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے کا ذکر کیا ہے ان میں سے کسی نے بھی صحابی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ وہ یہ بات تسلیم کرتے ہیں کہ ایسی رؤیت نبوی کا تعلق عالم آب و رنگ سے نہیں بلکہ عالم ملکوت سے ہے اور اس سے صحبت ثابت نہیں ہوتی۔ امام جلال الدین سیوطیؒ (م ۹۱۱ھ) لکھتے ہیں: فشرط الصحبة يراه في عالم الملك، وهذه الرؤية وهو في عالم الملكوت (۹۵)۔ محدثین نے بھی صحابی کے لیے اس رؤیت کو معتبر جانا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت سے قبل اور اس دنیا میں ہو (۹۶)۔

امام جلال الدین سیوطیؒ (م ۹۱۱ھ) نے لکھا ہے:

> قال قائل: يلزم على هذا أن تثبت الصحبة لمن رآه، والجواب أن ذلك ليس بلازم، أما إن قلنا بأن المرئى المثال فواضح، لأن الصحبة إنما تثبت برؤية ذاته الشريفة جسداً وروحًا، وإن قلنا: المرئى الذات فشرط الصحبة أن يراه وهو فى عالم الملك، وهذه رؤية وهو فى عالم الملكوت، وهذه الرؤية لا تُثبِتُ صحبته، ويؤيد ذلك أن الأحاديث وردت بأن جميع أمته عرضوا عليه فرآهم ورأوه، ولم تثبت الصحبة للجميع، لأنها رؤية فى عالم الملكوت فلا تفيد صحبته (۹۷)

مندرجہ بالا اقتباس کا حاصل یہ ہے: یہ بات کہ جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار کیا تو اس کے لیے صحابیت

ثابت ہو جائے گی، امام سیوطیؒ کہتے ہیں: اس کا جواب یہ ہے کہ صحابیت لازم نہیں ہوتی۔ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ رؤیت بالمثال ہے تو بات واضح ہے۔اس لیے کہ صحابیت کے لیے ضروری یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات شریفہ کا دیدار جسم و روح کے ساتھ کیا ہو۔ اگر ہم یہ کہتے ہیں کہ رؤیت ذاتی ہے تو صحابیت کے لیے یہ شرط ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار اس عالم رنگ و بو میں ہو، جبکہ یہ رؤیت عالم ملکوت میں ہوتی ہے۔اس رؤیت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت ثابت نہیں ہوتی۔اس کی تائید ان احادیث سے ہوتی ہے جن میں یہ آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آپ کی پوری امت پیش کی گئی۔آپ کی پوری امت کے تمام افراد نے آپ کا دیدار کیا۔لیکن ان سب کے لیے صحبت ثابت نہیں ہے اور وہ صحابہ نہیں کہلا سکتے۔ یہ رؤیت عالم ملکوت میں ہے جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت ثابت نہیں ہوتی۔

دیدارِ نبوی بذریعہ کشف

ایک نکتہ بحث دیدارِ نبوی بذریعہ کشف ہے۔اہل سلوک کے ہاں کشف مکاشفہ سے ہے جس سے مراد جسمانی روح کے سامنے سے پردہ اٹھ جانے کے ہیں اور جس کا ادراک ظاہری حواس سے نہیں ہو سکتا(۹۸)۔صوفیاء کرامؒ کے ہاں یہ دعویٰ پایا جاتا ہے کہ وہ حالت بیداری میں بذریعہ کشف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار کرتے ہیں۔ البتہ ان کا اس امر میں اختلاف ہے کہ اس طرح دیکھنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عین ذات کو دیکھنا ہے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مثالی صورت کو دیکھنا ہے(۹۹)۔لیکن یہ واضح ہے کہ صوفیاء کرام کے ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ کشف دیکھنا ممکن ہے۔

امام غزالیؒ (م۵۰۵ھ) جو فلسفہ، تصوف، اصول اور علم الکلام وغیرہ کے بلند پایہ عالم تھے، وہ اپنی مشہور کتاب ''المنقذ من الضلال'' میں لکھتے ہیں:

> ومن اول الطريقة تبتدى المكاشفات والمشاهدات حتى انهم فى يقظتهم يشاهدون الملائكة وارواح الأنبياء ويسمعون منهم اصواتا ويقتبسون منهم فوائد(۱۰۰)
>
> یعنی: طریقہ سلوک کا آغاز مکاشفات و مشاہدات سے ہوتا ہے، حتی کہ سالکین ملائکہ اور ارواح انبیاء کا مشاہدہ کرتے، ان کا کلام سنتے اور ان سے فوائد حاصل کرتے ہیں۔

امام جلال الدین سیوطیؒ (م۹۱۱ھ) نے'' تنویر الحلک فی إمکان رؤیۃ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم والملک'' میں اور علامہ ابن حجر المکیؒ (م۹۷۴ھ) نے ''الفتاوی الحدیثیۃ'' میں ان لوگوں کا ذکر کیا ہے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حالت بیداری میں دیکھا، آپ سے گفتگو کی اور آپ سے مصافحہ وغیرہ کیا(۱۰۱)۔شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ

(م ۱۱۷۶ھ) نے بھی یہ دعویٰ کیا ہے کہ انہوں نے قرآن مجید کو براہ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑھا ہے۔ وہ لکھتے ہیں: وإن سالتنى عن الخبر الصدق فإنى تلميذ القرآن العظيم بلا واسطة (۱۰۲)۔

معاملات کشف کا تعلق بھی عالمِ محسوسات اور رنگ و بو سے نہیں ہے۔اس سے شرعی احکام ثابت نہیں ہوا کرتے۔ لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ کشف دیکھنے کا صوفیاء کرامؒ کا دعویٰ ان کے صحابی ہونے کو لازم نہیں کرتا۔ان میں سے کسی نے ایسا دعویٰ بھی نہیں کیا ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ کشف دیکھنے پر ان احادیث کا اطلاق نہیں ہوتا جن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دیدار کے حوالے سے فرمایا ہے۔

خلاصۂ بحث:

مندرجہ بالا مطالعہ کا حاصل یہ ہے کہ رؤیت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور ان کے احکام و اثرات سامنے آ گئے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب نبی کریم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا جمال و جلال عطا کیا تھا کہ ہر مومن و کافر آپ کا چہرہ دیکھنے کی تمنا رکھتا تھا۔صاحب ایمان شخص کو دیدارِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا شرف حاصل ہوجانا ایک سعادت بے مثال ہے۔ایسے مومن کے لیے طُوبیٰ کی بشارت ہے۔طُوبیٰ ایک جنتی درخت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے بویا اور اس میں اپنی روح میں سے پھونکا ہے۔جو ایک سو برس کی مسافت تک پھیلا ہوا ہے۔جس سے جنتیوں کے لباس برآمد ہوں گے اور کوئی پھل ایسا نہیں ہوگا جو اس درخت میں سے نہ ہو۔جنت کے ہر گھر میں اس کی شاخیں ہوں گی۔

مزید یہ کہ ایسے خوش نصیب مومن کو جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا یا آپ کو دیکھنے والے کو دیکھا۔ایسے اہل ایمان حضرات دوسروں کے لیے بھی خیریت و بھلائی کا باعث ہیں۔اس کے برعکس جس کافر پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ دیکھنا حرام کر دیا گیا اس پر ہلاکت ہے۔

مگر وہ اہل ایمان جنھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ کا زمانہ نہیں پایا جس کی وجہ سے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے محروم رہ گئے، ان کے لیے بھی خوشخبری ہے کہ ان کے لیے سات مرتبہ طُوبیٰ ہے۔انہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے کی شدید حسرت ہے اور آپ کے دیدار کو اپنے عیال و مال سے بھی زیادہ عزیز رکھتے ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے اہل ایمان کو اپنے میں سے اور اپنے بھائی قرار دیا ہے۔

مرفوع احادیث کے مطابق اگر کسی مسلمان نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے خواب میں دیکھا تو اس نے آپ ہی کو برحق دیکھا، اس لیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں شیطان ہرگز نہیں آ سکتا۔ایسا خوش نصیب مسلمان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عنقریب حالت بیداری میں دیکھے گا۔البتہ حالت بیداری میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو

دیکھنے کے مسئلہ پر علماء کرام کے تین اقوال ہیں: پہلا قول یہ ہے کہ جن روایات کے مخاطب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ کے لوگ ہیں، ان پر ان روایات کا اطلاق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد نہیں ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں اگر کوئی مسلمان آپ کو نہیں دیکھ سکا اور اس نے آپ کو خواب میں دیکھا، تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے آپ کو دیکھنے کے اسباب پیدا فرمادیں گے۔ دوسری رائے کے مطابق اس سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو روزِ آخرت میں دیکھنا ہے۔ تیسری رائے یہ ہے کہ حدیث کے ظاہری اور عمومی الفاظ مراد ہیں۔ لہٰذا وہ شخص اپنی زندگی ہی میں حالت بیداری میں آپ کا دیدار کرے گا۔ البتہ اس سے صحابیت لازم نہیں ہوتی۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار بذریعہ کشف کرنے سے بھی صحابی ہونا لازم نہیں آتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی آج کے ہم مسلمان یقیناً اپنے دلوں میں یہ حسرت رکھتے ہیں کہ کاش ہم نے بھی حالت ایمان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک زمانہ پایا ہوتا اور ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار کرتے۔ اس حسرت کے باوجود ہم اس اعتبار سے خوش نصیب ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اپنے بھائی فرمایا ہے۔ یقیناً ہم میں سے ہر مسلمان یہ تمنا اور خواہش ضرور رکھتا ہے کہ اسے اپنے خواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار نصیب ہو اور بار بار نصیب ہو، آمین۔

یا صاحب الجمال و یا سید البشر من وجهك المنير لقد نور القمر
لا يمكن الثناء كما كان حقه بعد از خدا بزرگ توئی قصه مختصر

حوالہ جات وحواشی

(۱) البخاری، محمد بن اسماعیل (م۲۵۶ھ) الجامع الصحیح، کتاب الانبیاء، باب صفة النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم، دار ابن کثیر ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۷ء

(۲) الترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ (م ۲۷۹ھ)، الجامع الصحیح، کتاب المناقب، باب ما جاء فی خاتم النبوة ۱/ ۶۴۸، نعمانی کتب خانہ اردو بازار لاہور ۱۹۸۸ء

(۳) ابن عساکر، محمد بن مکرّم (م۷۱۱ھ)، مختصر تاریخ دمشق، باب صفة خلقه ومعرفة خلقه ۲/۱۷، دارالفکر دمشق ۱۴۰۴ھ

(۴) مختصر تاریخ دمشق، باب صفة خلقه ومعرفة خلقه ۱/۲ے

(۵) حوالہ بالا ۲/۴ے

(۶) اِبن ھشام، عبدالملک بن ھشام بن ایوب الحمیری (م ۲۱۳ھ) السیرة النبویة ۲/۹۲، شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفی البابی الحلبی واولادہ بمصر ۱۳۷۵ھ/۱۹۵۵م

(۷) اِبن ھشام، السیرۃ النبویۃ ۱/۳۸۹

(۸) مسند الإمام احمد بن حنبل ۳/۴۸۳، داراحیاء التراث العربی بیروت، الطبعۃ الثالثۃ ۱۹۹۴م۔مزید ملاحظہ ہو: صحیح ابن حبان ۱۶/۲۱۳، مؤسسۃ الرسالۃ بیروت۔ مسند ابی یعلی ۲/۵۱۹، ۶/۱۱۹، دارالمأمون للتراث دمشق ۱۴۰۴ھ/۱۹۸۴م۔حسین سلیم اسد کے مطابق اس حدیث کی اِسناد ضعیف ہیں: مسند ابی یعلی ۲/۵۱۹، ۶/۱۱۹

(۹) مسند الإمام احمد بن حنبل ۳/ ۶۲۷۔صحیح ابن حبان ۱۶/ ۲۱۵، ۲۱۶۔المعجم الکبیر ۸/۳۱۰،

(۱۰) الطبرانی، سلیمان بن احمد (م ۳۶۰ھ)، المعجم الکبیر ۲۰/۲۲، داراحیاء التراث العربی بیروت

(۱۱) المستدرک علی الصحیحین ۴/ ۹۶، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۱۱ھ/۱۹۹۰م

(۱۲) الزرقانی، ابوعبداللہ محمد بن عبدالباقی (م ۱۱۲۲ھ)، شرح الزرقانی علی المواھب اللدنیة بالمنح المحمدیة ۷/ ۴۰۵، دار الکتب العلمیۃ ۱۴۱۷ھ/ ۱۹۹۶م۔ دروزۃ، محمد عزت، تفسیر الحدیث ۵/ ۵۳۸، دار احیاء الکتب العربیۃ القاھرۃ ۱۳۸۳م، دارالعرب الاسلامی دمشق۔محمد بن یوسف الصالحی الشامی (م ۹۴۲ھ)، سبل الھدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد ۹/ ۳۴۵، دارالکتب العمیۃ بیروت

(۱۳) الرازی، فخرالدین محمد بن عمر (م ۶۰۴ھ)، مفاتیح الغیب ۱۹/ ۴۰ ومابعد، دارالکتب العربی بیروت ۱۴۲۱ھ/۲۰۰۰م

(۱۴) ابن الجوزی، ابوالفرج عبدالرحمٰن بن علی (م ۵۹۷ھ)، زاد المسیر فی علم التفسیر ۲/ ۴۹۴، دارالکتب العربی بیروت ۱۴۲۲م

(۱۵) ملاحظہ ہو اِن مترجمین کے تراجم قرآن مجید

(۱۶) مفاتیح الغیب ۱۹/ ۴۰ ومابعد

(۱۷) زاد المسیر فی علم التفسیر ۲/ ۴۹۴

(۱۸) مسند الإمام احمد بن حنبل ۳/ ۴۸۳

(۱۹) صحیح ابن حبان ۱۶/ ۲۱۳، مؤسسۃ الرسالۃ بیروت۔مسند ابی یعلی ۲/ ۵۱۹، ۶/ ۱۱۹، دارالمأمون للتراث دمشق ۱۴۰۴ھ/۱۹۸۴م۔حسین سلیم اسد کے مطابق اس حدیث کی اِسناد ضعیف ہیں۔مسند ابی یعلی ۲/ ۵۱۹، ۶/ ۱۱۹

(۲۰) الخازن، علاء الدین علی بن محمد بن ابراھیم،تفسیر الخازن المسمی لباب التاویل فی معانی التنزیل۴/۲۱، دارالفکر بیروت ۱۳۹۹ھ/۱۹۷۹م

(۲۱) مفاتیح الغیب ۱۹/۴۰ ومابعد

(۲۲) الجامع لأحکام القرآن ۹/۳۱۷، دارالکتاب العربی للطباعۃ والنشر القاھرۃ ۱۳۸۷ھ/۱۹۶۷م

(۲۳) البدایة والنهایة، صفة الجنة وما فیهامن النعیم، فصل فی اشجار الجنة ۲۰/۳۰۸، دار ہجر للطباعۃ والنشر والتوزیع،۱۴۲۴ھ/۲۰۰۳م

(۲۴) حوالہ بالا، قصة عیسی ابن مریم ۲/۴۷۳،۴۷۴،۴۷۴

(۲۵) تفسیر القرآن العظیم للطبرانی

(۲۶) الجامع لأحکام القرآن ۹/۳۱۷

(۲۷) السمر قندی، ابواللیث نصر بن محمد بن ابراہیم (م۳۷۵ھ)، تفسیر السمرقندی المسمی بحر العلوم ۲/۱۹۳، دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان۱۴۱۳ھ/۱۹۹۳م

(۲۸) الجامع لأحکام القرآن ۹/۳۱۶

(۲۹) مفاتیح الغیب ۱۹/۴۰ ومابعد

(۳۰) الطبری،(م۳۱۰ھ)،جامع البیان فی تفسیر القرآن ۱۳/۵۲۵، دارالہجر ،الطبعۃ الاولی

(۳۱) یہ حدیث حسن غریب ہے الترمذی، الجامع الصحیح، کتاب المناقب، باب ما جاء فی فضل من رأی النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم وصحبه ۵/۶۹۴

(۳۲) ابن ابی شیبۃ، المصنف، کتاب الفضائل، ما ذکر فی الکف عن أصحاب النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم ۷/۵۴۹

(۳۳) یہ حدیث حسن غریب ہے۔ الترمذی، الجامع الصحیح، کتاب المناقب، باب ما جاء فی فضل من رأی النبی صلی الله علیه وسلم وصحبه ۵/۶۹۴

(۳۴) صحیح مسلم،کتاب فضائل الصحابةؓ، باب بیان أن بقاء النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم أمان لأصحابه

(۳۵) مختصر تاریخ دمشق، باب صفة خلقه ومعرفة خلقه۲/۷۴

(۳۶) المعجم الکبیر ۸/۳۱۰

(۳۷) مسند الإمام احمد بن حنبل ۳/۶۲۷۔مزید ملاحظہ ہو:صحیح ابن حبان ۱۶/۲۱۵،۲۱۶

(۳۸) مسند الإمام احمد بن حنبل ۳/۴۸۳

(۳۹) مسند أبی یعلی ۲/۵۱۹، ۶/۱۱۹، دارالمأمون للتراث دمشق ۱۴۰۴ھ/۱۹۸۴م۔حسین سلیم اسد کے مطابق اس

حدیث کی اِسناد ضعیف ہیں۔مسند أبی یعلی ۲/ ۵۱۹،۶/ ۱۱۹۔ صحیح ابن حبان ۱۶/ ۲۱۳،مؤسسة الرسالة بیروت

(۴۰) المعجم الکبیر ۱/ ۲۱۲

(۴۱) صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب فضل النظر إلیه صلی اللّٰه علیه وسلم وتمنیه ۴/ ۱۸۳۶، دارالحدیث القاهرة ۱۴۱۲ھ/ ۱۹۹۱م

(۴۲) مسند الإمام احمد بن حنبل ۳/ ۲۹۹

(۴۳) حوالہ بالا ۳/ ۶۲۷

(۴۴) صحیح البخاری، کتاب التغیر، باب من رأی النبی صلی اللّٰه علیه وسلم فی المنام ص ۱۲۳۹،داراحیاء التراث العربی بیروت ۱۴۲۲ھ/ ۲۰۰۱م

(۴۵) مسند الإمام احمد بن حنبل ۲/ ۴۶۲

(۴۶) صحیح البخاری، کتاب التعبیر، باب من رأی النبی صلی اللّٰه علیه وسلم فی المنام ص ۱۲۳۹

(۴۷) الزرقانی، محمد بن عبدالباقی (م ۱۱۲۲ھ)،شرح الزرقانی علی موطا امام مالک ۱/ ۴،طبع بالمطبعة الخیریة

(۴۸) مسند الإمام احمدبن حنبل ۲/ ۳۱

(۴۹) الترمذی، الجامع الصحیح، کتاب الرؤیا، باب فی تاویل الرؤیاما یستحب منها وما یکره ۴/ ۵۳۷، مطبعة مصطفیٰ البابی الحلبی القاهرة ۱۳۵۶ھ/ ۱۹۳۷م

(۵۰) سنن الدارمی،ومن کتاب الرؤیا،باب فی رؤیة النبی صلی اللّٰه علیه وسلم فی المنام ۲/ ۴۹، حدیث اکادمی نشاط آباد فیصل آباد پاکستان ۱۴۰۴ھ/ ۱۹۸۴م

(۵۱) صحیح البخاری، کتاب التعبیر، باب من رأی النبی صلی اللّٰه علیه وسلم فی المنام ص ۱۲۳۹۔ البیهقی، احمد بن الحسین بن علی (م ۴۵۸ھ)،دلائل النبوة، الشمائل ونحوها، باب ماء جاء فی رؤیة النبی صلی اللّٰه علیه وسلم فی المنام ۷/ ۴۵، دارالکتب العلمیة، دارالریان للتراث ۱۴۰۸ھ/ ۱۹۸۸م

(۵۲) صحیح البخاری، کتاب التعبیر، باب من رأی النبی صلی اللّٰه علیه وسلم فی المنام ص ۱۲۳۹] مزید دیکھیں: دلائل النبوة، الشمائل ونحوها، باب ما جاء فی رؤیة النبی صلی اللّٰه علیه وسلم فی المنام ۷/ ۴۶۔ایسی روایت حضرت ابوہریرہؓ، حضرت ابوجحیفہؓ اور حضرت طارقؓ سے بھی مروی ہے۔البحر الزخار المعروف بمسند الزخار ۱۰/ ۱۶۰،۱۵/ ۳۸۸۔مسند الإمام احمد بن حنبل ۴/ ۵۱۶۔۷/ ۵۴۱

(۵۳) عبدالرزاق، المصنف، کتاب الجامع، باب الرؤیة ۱۱/ ۲۱۵، المکتب الاسلامی بیروت لبنان ۱۳۹۰ھ/ ۱۹۷۰م

(۵۴) صحیح البخاری، کتاب التغیر، باب من رأی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی المنام ص۱۲۳۹

(۵۵) حوالہ بالا ، کتاب الأدب، باب من سمی بأسماء الأنبیاء ص ۱۱۰۸] مزید ملاحظہ ہو: صحیح البخاری، کتاب العلم، باب إثم من کذب علی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ص۴۷

(۵۶) صحیح البخاری، کتاب التعبیر، باب من رأی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی المنام ص۱۲۳۹

(۵۷) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔الترمذی، الجامع الصحیح، کتاب الرؤیا، باب فی تاویل الرؤیاما یستحب منہا وما یکرہ ۴/ ۵۳۷

(۵۸) سنن أبی داؤد، کتاب الأدب، باب ما فی الرؤیا ص۷۰٦، دارالسلام الریاض ۱۴۲۰ھ/ ۱۹۹۹م

(۵۹) المستدرک، کتاب تعبیر الرؤیا ۵/ ۳۰۸

(٦۰) مسند أبی یعلی ۴/۴۳۳

(٦۱) مسند الإمام احمد بن حنبل ۳/۱۳۳

(٦۲) اس کی سند میں جابر الجعفی ہے جسے متہم کیا گیا ہے۔سنن إبن ماجہ، کتاب تعبیر الرؤیا، باب رؤیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی المنام ۴/۳۰۱، دارالمعرفۃ بیروت لبنان ۱۴۱۸ھ/ ۱۹۹۷م

(٦۳) راوی عطیہ اورابن ابی لیلی کے ضعف کی وجہ سے اس کی سند ضعیف ہے۔سنن إبن ماجہ، کتاب تعبیر الرؤیا، باب رؤیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی المنام ۴/۳۰۰

(٦۴) مسند أبی یعلی ۱/۳٦۴

(٦۵) مسند الإمام احمد بن حنبل ۲/۱۴۔سنن الدارمی، ومن کتاب الرؤیا، باب فی رؤیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی المنام ۲/ ۴۸،۴۹

(٦٦) مسند الإمام احمد بن حنبل ۳/۲۲۵

(٦۷) حوالہ بالا ۲/۴٦۲

(٦۸) راوی عطیہ اورابن ابی لیلی کے ضعف کی وجہ سے اس کی سند ضعیف ہے۔سنن إبن ماجہ، کتاب تعبیر الرؤیا، باب رؤیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی المنام ۴/۳۰۰

(٦۹) مسند أبی یعلی ۲/۳۵۲۔مزید ملاحظہ ہو:مسند الإمام احمد بن حنبل ۴/ ۳۱۵

(۷۰) سنن إبن ماجہ، کتاب تعبیر الرؤیا، باب رؤیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی المنام ۴/ ۲۹۹

(۷۱) البزار، ابوبکر احمد بن عمرو(م۲۹۲ھ)،البحر الزخار المعروف بمسند البزار ۵/ ۴۳۷، مکتبۃ العلوم والحکم ، المدینۃ المنورۃ ۱۴۲۴ھ/۲۰۰۳م

(۷۲) حوالہ بالا ۷/ ۲۰۱

(۷۳) البخاری، صحیح البخاری، کتاب التعبیر، باب من رأی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی المنام ص ۱۲۳۹

(۷۴) مسند الإمام احمد بن حنبل ۳/۲۵۶،۲۵۷

(۷۵) حوالہ بالا ۳/۱۵۷

(۷۶) حوالہ بالا ۳/۲۴۲

(۷۷) الطبقات الکبری، ذکر صفۃ خلق رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱/۴۱۷، دارصادر بیروت لبنان

(۷۸) مسند الإمام احمد بن حنبل ۳/۱۳۲

(۷۹) البخاری، صحیح البخاری، کتاب التعبیر، باب من رأی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی المنام ص ۱۲۳۹

(۸۰) صحیح البخاری، کتاب الأدب، باب من سمی بأسماء الأنبیاء ص ۱۱۰۸۔ مزید ملاحظہ ہو: صحیح البخاری، کتاب العلم، باب إثم من کذب علی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ص ۴۷

(۸۱) الطبرانی، سلیمان بن احمد (م ۳۶۰ھ)،المعجم الصغیر ۱/......، المکتب الإسلامی دارعمار بیروت لبنان ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵م

(۸۲) تاریخ بغداد ۴/۱۷

(۸۳) السیوطی،جلال الدین (م۹۱۱ھ)،لقط المرجان فی احکام الجان ص ۲۴، دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان، الطبعۃ الاولی ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶م

(۸۴) صحیح البخاری، کتاب التعبیر، باب من رأی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی المنام ص ۱۲۳۹

(۸۵) سنن إبن ماجہ، کتاب تعبیر الرؤیا، باب رؤیۃ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی المنام ۴/۲۹۹

(۸۶) البحر الزخار المعروف بمسند البزار ۷/۲۰۱

(۸۷) ابن حجر العسقلانی، احمد بن علی (م۸۵۲ھ)،فتح الباری شرح صحیح البخاری ۱۲/ ۳۸۵، دارالمعرفۃ بیروت لبنان ۔عمدۃ القاری ۲۴/۱۴۰۔السیوطی، جلال الدین عبدالرحمٰن بن عمر (م۹۱۱ھ) الحاوی للفتاوی ۲/ ۴۳۸، المکتبۃ التجارۃ الکبری مصر ۱۳۷۸ھ/ ۱۹۸۹م ۔ارشاد الساری ۱۰/ ۱۳۴۔ محمد شمس الحق العظیم آبادی، عون المعبود شرح سنن أبی داؤد ۱۳/ ۳۶۶، دارالفکر بیروت لبنان ۱۳۹۹ھ

(۸۸) الحاوی للفتاوی ۲/ ۴۳۸

(۸۹) سنن أبی داؤد، کتاب الأدب، باب ما فی الرؤیا ص ۷۰۶

(۹۰) دلائل النبوۃ، الشمائل ونحوھا، باب ما فی رؤیۃ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی المنام ۷/۴۵۔مسند

الإمام أحمد بن حنبل ۶/۴۱۶

(۹۱) عون المعبود ۱۳/ ۲۹۷

(۹۲) سنن إبن ماجه، كتاب تعبير الرؤيا، باب رؤية النبى صلى الله عليه وسلم فى المنام ۴/ ۳۰۱۔اس کی سند میں صدقہ بن ابی عمران مختلف فیہ ہے۔

(۹۳) مسند أبى يعلى ۱/ ۳۶۴

(۹۴) فتح البارى ۱۲/ ۳۸۵

(۹۵) الحاوى للفتاوى ۲/ ۴۵۴۔مزید ملاحظہ ہو:الفتاوى الحديثية ص ۳۰۰

(۹۶) فتح البارى ۷/ ۲۔التقیید والایضاح ص ۲۹۵۔ المواهب اللدنية ۳/ ۳۸۱

(۹۷) الحاوى للفتاوى ۲/ ۴۵۴

(۹۸) التھانوی، محمد اعلی بن علی الفاروقی (م ۱۷۷۱ء) کشف اصطلاحات الفنون ۲/ ۱۳۶۶، سہیل اکیڈمی لاہور پاکستان ۱۴۱۳ھ/ ۱۹۹۳ء

(۹۹) الشعرانی، عبدالوھاب، الكبريت الاحمر لابن العربى فى اليوقيت والجواهر ۲/ ۲۹۔ الفتاوى الحديثية ص ۲۹۸، مكتبة ومطبعة مصطفى البابى الحلبى واولاده بمصر ۱۳۷۸ھ/ ۱۹۵۹م

(۱۰۰) الغزالی، ابوحامد محمد بن محمد (م ۵۰۵ھ)، المنقذ من الضلال ص ۵۰، ھیئۃ الاوقاف بحکومۃ البنجاب لاہور ۱۹۷۱ء

(۱۰۱) الحاوى للفتاوى ۲/ ۴۳۹ ومابعد۔ الفتاوى الحديثية ص ۲۹۹ ومابعد

(۱۰۲) الدھلوی، احمد شاہ ولی اللہ (م ۱۱۷۶ھ)، الفوز الكبير فى اصول التفسير ص ۷۳، قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆